سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۹

کرامتِ تقویٰ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ: گلشنِ اقبال، کراچی پاکستان

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے	محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نیازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو! اس کی اشاعت ہے	جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ...... کرامتِ تقویٰ

نام واعِظ..... شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلهم علینا الیٰ مأة وعشرین سنة

تاریخ ومقام.... پیشِ نظر وعظ ''کرامت تقویٰ'' شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مرشدنا ومولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے تین مواعظ کا مجموعہ ہے۔ جن میں سے پہلا وعظ ۲۸؍ربیع الاوّل ۱۴۱۰؁ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۱۹۸۹؁ء، بروز پیر بعد مغرب ساڑھے سات بجے شب، بمقام مسجد اشرف، نہی عن المنکر کے اجتماع میں ہوا اور دوسرا وعظ ۴؍ربیع الثانی ۱۴۱۰؁ھ مطابق ۴؍نومبر ۱۹۸۹؁ء، بروز ہفتہ بعد نماز فجر مسجد اشرف میں ہوا جبکہ تیسرے وعظ کی تاریخ محفوظ نہ رہ سکی۔ (احقر میرؔ عفا اللہ عنہٗ)

موضوع...... تقویٰ اور دین پر استقامت کیسے حاصل ہو؟

مرتب....... سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزِنگ.... مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعتِ اوّل.. رجب المرجب ۱۴۳۳؁ھ مطابق جون ۲۰۱۲؁ء

ناشِر........ کُتب خانہ مظہری گلشن اقبال-۲ کراچی،

پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
[۱]	...یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ کی شرح............	[۷]
[۲]	...بحرِ رحمتِ الٰہیہ کی غیر محدود موج..................	[۷]
[۳]	...شیخ کا سرزنش کرنا نفس کے مٹانے کے لیے ہوتا ہے.........	[۸]
[۴]	...ہدایت پر قائم رہنے کے تین نسخے......................	[۹]
[۵]	...ولی اللہ کی پہچان..........................	[۹]
[۶]	...شیخ بنانے کا معیار..........................	[۱۰]
[۷]	...صحبتِ اہل اللہ کا مزہ..........................	[۱۱]
[۸]	...صحبتِ صالحین میں دعا مانگنا مستحب ہے................	[۱۲]
[۹]	...محبتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت......................	[۱۳]
[۱۰]	...صحبت شیخ دین کی عطا، بقا اور ارتقا کی ضامن ہے...........	[۱۵]
[۱۱]	...شیخ بنانے کے لیے مناسبت کا ہونا شرط ہے..............	[۱۶]
[۱۲]	...علماء کو تقویٰ سے رہنا نہایت ضروری ہے..............	[۱۷]
[۱۳]	...اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھنا فرض ہے...............	[۱۹]
[۱۴]	...مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نصیحت.......	[۱۹]
[۱۵]	...بڑی مونچھیں رکھنے پر حدیث پاک کی چار وعیدیں.........	[۲۰]
[۱۶]	...ڈاڑھی کا ایک مشت رکھنا واجب ہے..................	[۲۲]
[۱۷]	...مَردوں کے لیے ٹخنہ چھپانا حرام ہے..................	[۲۵]
[۱۸]	...تکبر کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا...........	[۲۶]
[۱۹]	...دین پر قائم رہنے کے تین نسخے....................	[۲۷]

[۲۰]... فتنہ وفسادات سے حفاظت کا عمل...............[۲۷]
[۲۱]... مصائب و پریشانیاں آنے کا سبب...............[۲۸]
[۲۲]... اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ...الخ کی تشریح...............[۲۸]
[۲۳]... دولتِ علم...............[۲۹]
[۲۴]... زینتِ حلم...............[۲۹]
[۲۵]... حلیم کے معنیٰ...............[۳۰]
[۲۶]... قرآنِ پاک کی روشنی میں انتقام لینے کی حدود...............[۳۱]
[۲۷]... شیخ کے فیض سے محرومی کی وجہ...............[۳۲]
[۲۸]... سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم وصبر اور اس کے ثمرات...............[۳۲]
[۲۹]... انتقام نہ لینے میں ہی عافیت ہے...............[۳۳]
[۳۰]... کرامت تقویٰ...............[۳۴]
[۳۱]... تقویٰ کا صحیح مفہوم...............[۳۵]
[۳۲]... ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی فقیر ہیں...............[۳۷]
[۳۳]... ایمان کے بعد عافیت سب سے بڑی دولت ہے...............[۳۷]
[۳۴]... شرف وعزت کا معیار...............[۳۹]
[۳۵]... گناہ کی عارضی لذت ذریعۂ ذلت ہے...............[۴۰]
[۳۶]... روح پر انوار کی بارش...............[۴۱]
[۳۷]... سیدنا یوسف علیہ السلام کا اعلانِ محبت...............[۴۱]
[۳۸]... گناہ سے بچنے کا انعامِ عظیم...............[۴۳]
[۳۹]... گناہوں پر تلخ زندگی کی وعید...............[۴۴]
[۴۰]... تمام معاصی سے بچنے کا ایک عجیب نسخہ...............[۴۴]
[۴۱]... حصولِ تقویٰ کے دو طریقے...............[۴۶]

کرامتِ تقویٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(سورۃُ البقرۃ، آیت: ۱۸۳)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃُ التوبۃ، آیت: ۱۱۹)

جب کوئی پریشانی اور مصیبت اور غم آئے تو فوراً استغفار وتوبہ کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿وَمَاۤ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ﴾

(سورۃُ الشوریٰ، آیت: ۳۰)

تم پر جو مصیبتیں آتی ہیں وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں جو تمہارے ہاتھ کی کمائی اور کرتوت ہیں۔ اس لئے دو رکعات پڑھ کر اللہ سے استغفار کریں اور چلتے پھرتے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ کا وِرد رکھیں۔ الہ آباد کے میرے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب اور میرے شیخ حضرت ہردوئی مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دونوں بزرگوں کا آج کل یہ مشورہ ہے کہ تین نام اللہ کے لیجئے یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔ بسم اللہ شریف میں یہ تین نام ہی نازل

ہوئے ہیں اللہ، رَحْمٰن، رَحِیْم، چلتے پھرتے یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ پڑھتے رہیے اور آٹھ دس دفعہ کے بعد رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ پڑھ لیجئے۔ استغفار و توبہ کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ ہم کو عافیت میں رکھیں گے اور گناہوں کی سزا سے بچالیں گے اور چلتے پھرتے یہ تین نام بھی لیجئے یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ۔

یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ کی شرح

حَلِیْم کہنے سے عذاب رک جاتا ہے کیونکہ حَلِیْم کے معنی ہیں: اَلَّذِیْ لَا یُعَجِّلُ بِالْعُقُوْبَۃِ جو عذاب دینے میں جلدی نہ کرے، اور کَرِیْم کے معنی ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ جو بلا قابلیت کے نالائقوں پر بھی مہربانی کردے۔ جب ہم کہیں گے یَا کَرِیْمُ تو ہم اپنی نالائقیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم نہ رہیں گے۔ چلتے پھرتے اس کو خوب پڑھئے۔ یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ کے بعد یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اَیْ کَثِیْرُ الْمَغْفِرَۃِ جس کی مغفرت بہت کثیر ہے۔ وَاسِع کی صحیح تفسیر میں علامہ آلوسی السید محمود بغدادی نے لکھا ہے کہ کَثِیْرُ الْفَضْلِ الَّذِیْ لَا یَخَافُ نَفَادَ مَاعِنْدَہٗ، وَاسِع وہ ذات ہے جو بہت زیادہ مہربانی والا ہو اور اپنے خزانوں کے ختم ہونے کا اس کو خوف و اندیشہ نہ ہو۔ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ یعنی اگر اے خدا آپ ہم سب کو بخش دیں تو آپ کے خزانۂ مغفرت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ سمندر میں ایک چڑیا آئے اور چونچ میں ایک قطرہ اٹھالے تو جو سمندر کو اس قطرے سے تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر اس سے بھی بڑا ہے اور اس سے زیادہ وسیع ہے۔

بحرِ رحمتِ الٰہیہ کی غیر محدود موج

اللہ والوں کے علوم عجیب ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عجیب بات فرماتے تھے۔ کراچی کا سارا پاخانہ پیشاب سمندر میں جاتا ہے لیکن سمندر پاک رہتا ہے۔ ایک کروڑ انسانوں کے پیشاب پاخانہ کا اگر کمپیوٹر کے ذریعہ حساب لگایا جائے تو سال بھر میں کتنا میٹریل سمندر میں جاتا ہے لیکن سمندر پاک رہتا ہے۔ ایک لہر آتی ہے اور کراچی کا سارا پیشاب پاخانہ ایک پل میں اٹھا کر سمندر کے اندر لے جاتی ہے۔ اگر وہاں کوئی نہالے تو بتایئے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟ وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ پاک ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق، محدود سمندر کی موجوں کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر کی موجِ غیر محدود کا کیا عالم ہوگا؟ سمندر اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ سی مخلوق ہے اور اس کی موج بھی محدود ہے۔ جب اس کی موج میں یہ اثر ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمتوں کے غیر محدود سمندروں کی غیر محدود موجوں کا کیا عالم ہوگا۔ واقعی اللہ والوں نے پہچانا۔ ہم لوگ کیا جانیں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ذرا سی بارود سارے پہاڑ کو اڑا دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے گناہوں کے پہاڑوں کو کیوں نہ اُڑا دے گی؟ اس لئے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مایوسی کفر ہے، مایوسی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے۔

شیخ کا سرزنش کرنا نفس کے مٹانے کے لیے ہوتا ہے

کبھی کبھی بزرگانِ دین کسی مرید کو ڈرا دیتے ہیں۔ ڈرانے کا مطلب مایوس کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کے نفس میں جو خباثت اور بدخصلت عادتیں جڑ پکڑ چکی ہیں ان کو اکھاڑنے کے لئے ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی ہدایت نہ ہو تو اس سے بھی اثر نہیں ہوتا۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سروں پر پہاڑ اٹھا کر رکھ دیا:

﴿وَرَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ﴾

(سورۃُ النسآء، آیت: ۱۵۴)

لیکن پھر بھی ظالموں کو اسلام و ایمان نصیب نہ ہوا۔ رونے کی بات ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو مر رہا ہو، پھانسی پر چڑھ رہا ہو، اس وقت بھی گناہ نہیں چھوڑتا۔ سوائے اللہ کے فضل و ہدایت کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ بس اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔

ہدایت پر قائم رہنے کے تین نسخے

اب ہدایت پر قائم رہنے کے تین نسخے غور سے سن لیجئے۔ دین پر قائم رہنا اور گناہوں سے بچنا اور ایمان پر لوٹ آنا ان چیزوں کے لئے تین نسخے اس وقت عرض کر رہا ہوں:

(۱)...... اللہ والوں کی صحبت میں آنا جانا کبھی ایک رات ان کے پاس رہ جانا۔ یہ تجربہ کی بات کہہ رہا ہوں کہ رات کی رانی کے نیچے ایک شخص سو جائے، رات بھر سوتا رہے، اس کو احساس بھی نہ ہو کہ میں رات کی رانی کے نیچے سو رہا ہوں لیکن جب صبح اُٹھے گا تو اس کا دماغ تازہ دم ہوگا کہ نہیں؟ کیوں؟ وہ تو سو رہا تھا۔ اللہ والوں کی شان کے بارے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بزرگوں کے یہاں کوئی سوتا بھی رہے تو بھی محروم نہیں رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، کیونکہ ان کی سانس میں ذکر اللہ کا نور اور ان کی آہوں کے انوار فضاؤں میں ہوتے ہیں۔

ولی اللہ کی پہچان

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے تھانہ بھون کا ادنیٰ شاگرد بھی دین کو اتنا سمجھتا ہے کہ دوسری خانقاہوں کے بڑے بڑے پیروں کو بھی دین کی وہ سمجھ نہیں ہے۔ اختیاری غیر اختیاری کچھ جانتے ہی نہیں۔ چند خواب دیکھ لئے لیکن زندگی سنت کے خلاف ہے، اس کو ولی اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نے دین کو صاف کر دیا کہ ولی اللہ وہ ہے جو سنت پر

عمل کرتا ہے، شریعت پر عمل کرتا ہے خواب نظر آئے ، نہ آئے کرامت ہو، نہ ہو۔لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین پر قائم رہیں اور نفس وشیطان اور معاشرہ کے جتنے فتنے ہیں ان سے بچتے رہیں تو اللہ والوں کے پاس جائیے۔ اب آپ کہیں گے کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ دلیلیں تو بہت ہیں مثلاً کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی دلیل ہے۔ اللہ پاک خود فرما رہے ہیں کہ اللہ سے ڈرو لیکن یہ ڈر تم کو کہاں سے ملے گا؟ ڈرنے والوں کے پاس رہو کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ یہ تو قرآن پاک کی آیت ہے۔

میں ایک مثال اور عرض کرتا ہوں کہ جب طوفانِ نوح آیا تھا تو نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ کشتی بناؤ۔ جو لوگ ان کی کشتی میں بیٹھ گئے، وہ طوفان سے بچ گئے، جنہوں نے کشتی کا مذاق اُڑایا کہ جب اتنا طوفان آئے گا تو یہ کشتی کیا کرے گی؟ یہ نہیں سوچا کہ کشتی چلانے والا کیسا ہے۔ کشتی کو تو دیکھا کہ لکڑی کی ہے لیکن کشتی چلانے والے کو نہ دیکھا کہ وہ پیغمبر اور نبی ہے۔ لہٰذا جو ظالم کشتی میں نہیں بیٹھے وہ ڈوب گئے اور جو لوگ کشتی میں بیٹھ گئے بچ گئے۔

شیخ بنانے کا معیار

مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی نائبِ بابائے نوح یعنی اللہ والے موجود ہیں، ان کی کشتیاں موجود ہیں ؎

ھے بیا! در کشتیٔ بابا نشیں

مولانا رومی فرماتے ہیں اے بھائیو! بابا کی کشتی میں بیٹھ جاؤ یہ بابا کون ہیں؟ یہ وہ بابا ہیں کہ جو شریعت اور سنت پر چلتے ہیں اور انہوں نے بھی کسی کو اپنا بابا، اپنا مربی بنایا تھا، یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ لہٰذا ایسے شخص کو بابا نہ سمجھ لینا جس کا کوئی اگلا بابا نہ ہو لَا تَأْخُذُوْهُ بَابًا مَنْ لَّا بَابَا لَهٗ جیسے بعض لوگ خود ہی مربّی بنے ہوئے ہیں حالانکہ کسی مربی کے ہاتھوں مربّہ نہیں بنے، اپنی تربیت

نہیں کرائی۔ جو مربّہ نہ ہو وہ مربی نہیں ہو سکتا تو سب سے پہلا نسخہ دین کی سلامتی، دین کی سمجھ اور دین پر قائم رہنے کا یہ ہے کہ بزرگوں کے پاس آنا جانا رکھئے۔ اب آپ کہیں گے کہ کیا دلیل ہے کہ کون بزرگ ہے بس آپ کے لئے یہ دلیل کافی ہونی چاہیے کہ اس نے کسی اللہ والے کی صحبت اٹھائی ہو۔ جیسے کسی حکیم کے مستند ہونے کے لئے اتنی ہی دلیل کافی ہے کہ یہ شخص حکیم محمد اجمل خان دہلوی کا صحبت یافتہ ہے، بس اس سے علاج کراؤ۔ بس اتنا دیکھئے کہ جو تمہیں دین سکھا رہا ہے اس نے بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہے یا نہیں؟ پھر یہ دیکھئے کہ جو اس کے پاس آنے جانے والے ہیں ان کے اندر کیا تبدیلی ہو رہی ہے جو لوگ اس کے پاس آتے جاتے ہیں اس کے مطب میں روحانی شفا ہو رہی ہے یا نہیں، اس کے پاس آنے والوں کے دل میں اللہ کی محبت بڑھ رہی ہے، گناہ چھوٹ رہے ہیں اور یقین ایمان میں ترقی ہو رہی ہے یا نہیں؟ اس کے پاس آنے جانے والوں سے پوچھ لو کہ تم لوگ جو یہاں آتے ہو تو تمہیں کیا ملا؟ اپنے دس سال پہلے والی زندگی بتاؤ اور اب بتاؤ، کچھ فرق محسوس ہوا؟

صحبت اہل اللہ کا مزہ

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ فائدہ محسوس نہیں ہوا۔ فرمایا کہ فائدہ محسوس ہونے سے اپنی دس سال پہلے کی زندگی کو سوچو، پانچ سال پہلے کی زندگی سوچو، آنے سے پہلے کی زندگی سوچو اور اب سوچو کہ ہمارا اللہ تعالیٰ سے کتنا تعلق بڑھا۔ اب عبادت میں، سجدہ میں، تلاوت میں، مناجات میں اور دعا میں مزہ پہلے سے زیادہ آنے لگا یا نہیں؟ گناہ چھوٹے یا نہیں؟ زندگی سنّت کے مطابق ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ نصیب ہو گیا تو سمجھ لو کہ سچے اللہ والے کے پاس ہو۔ تو سب سے پہلا نسخہ عرض کرتا ہوں۔ دوستو! اختر یہ مزہ اُٹھا کر آپ کو دعوت دے رہا ہے۔ جوانی میں شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

سترہ سال کی عمر میں رہ پڑا۔ وہ عمر جو انسان کی جوانی کی عمر ہوتی ہے اور میں شاعر ہونے کی حیثیت سے حساس بھی بہت تھا۔ شاعر کی جوانی بہت ہی زیادہ طوفانی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے حضرت کی آہوں میں جو مزہ آیا، حضرت کے آہ و نالوں میں، ان کی مناجات اور دعاؤں میں اور سجدہ میں ان کا رونا، کیا عرض کروں۔ جب وہ اللہ کہتے تھے تو دل تڑپ کر چاہتا تھا کہ بس اللہ پر فدا ہو جاؤں۔ آج اسی کی برکت سے سارے عالم کا مزہ سمٹ کر مجھے اپنی خانقاہ میں محسوس ہوتا ہے۔ جہاں بھی رہوں بزرگوں کا جب تصور آتا ہے تو کیا عرض کروں کہ کیا مزہ آتا ہے۔

صحبت صالحین میں دُعا مانگنا مستحب ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی مجلس اور ان کی صحبت سے تو نور پیدا ہوتا ہی ہے ان کے تذکرہ سے بھی نور پیدا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ ان کا تو خیال بھی دل میں آجائے تو نور پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ حکیم الامت کا مقام تھا کہ اگر کسی اللہ والے کا دل میں خیال آجائے تو ان کے دھیان اور تصور سے دل میں نور پیدا ہو جاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ محدثِ عظیم مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ فَإِنَّ الدُّعَآءَ یَسْتَحِبُّ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِیْنَ جس وقت تم صالحین کے پاس جاؤ، اللہ والوں کے پاس جاؤ تو ان کے پاس دعا مانگنا مستحب ہے۔ کیوں؟ وجہ دیکھئے، کتنی پیاری وجہ بیان کی کہ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِیْنَ صالحین اور اللہ والوں کے تذکرہ سے رحمت نازل ہوتی ہے فَضْلًا عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ چہ جائیکہ جہاں خود اللہ والے موجود ہوں وہاں کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہوں گی۔ یہ ملا علی قاری کی عبارت ہے، مشکوٰۃ کی شرح کی عبارت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کہاں ہے تصوف؟ حالانکہ تصوف سے تو قرآن اور حدیث بھرا ہوا ہے۔

محبت الٰہیہ کی غیر فانی لذت

تو دوستو یہ ایک نسخہ بیان کر دیا جیسے اس وقت آپ آئے ہیں۔ مارکاٹ ہورہی ہے، گولیاں چل رہی ہیں لیکن پھر بھی آپ لوگ باز نہیں آئے ورنہ اپنے گھر میں بیٹھے رہتے لیکن اللہ کے لئے آگئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ جب کوئی کسی کے پاس اللہ کے لئے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں۔ آپ لوگوں کو یہ خوشخبری سناتا ہوں اور یقین کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں ہیں، اور کون سی دعا؟ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ یعنی یَسْتَغْفِرُوْنَ لَہٗ یعنی مغفرت کی دعا کرتے آتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تسلیم وانقیاد کے سوا چارہ نہیں۔ آپ نے جو فرمایا اس پر ایمان لائیے کہ ستر ہزار فرشتے راستہ بھر آپ کو دعا دیتے آئے کہ اللہ ان کی خطاؤں کو معاف فرما دیجئے اور جب آنے والے مصافحہ کرتے ہیں تو اس وقت ستر ہزار فرشتے دوسری دعا دیتے ہیں کہ

((اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْكَ فَصِلْہُ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، ص:۴۲۷)

محدثین لکھتے ہیں کہ وَقَدْ تَجِیْءُ فِیْ لِلسَّبَبِیَّۃِ وَالتَّعْلِیْلِیَّۃِ یعنی یہ فِیْ سببیہ ہے۔ کیا مطلب؟ یا اللہ یہ آپ کے لئے ملا ہے، آپ کی خاطر سے ملا ہے، آپ کی وجہ سے ملا ہے پس آپ اس کو مل جائیے کیونکہ اس کی غرض صرف آپ ہیں۔ اب بتائیے! آپ سے ہماری کوئی رشتہ داری ہے؟ کوئی بزنس ہے؟ یہاں کوئی دوا لینے آئے ہو؟ یہاں کوئی دواخانہ بھی تو نہیں ہے کہ معجون وخمیرہ آپ کو چٹا دوں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کا غیر فانی خمیرہ چٹا رہا ہوں جو روح میں حل ہو جائے گا انشاء اللہ اور مرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوگا۔ روح اس خمیرہ کو لے کر جائے گی، اللہ تعالیٰ کی محبت کا خمیرہ روح کے اندر حلول کر جاتا ہے، روح جب اللہ کے پاس

جائے گی تو آپ اللہ کی محبت کے اس شربتِ روح افزا کو ساتھ لے کر جائیں گے۔

میں یہی کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نام کی لذت ہمیں چکھا دے تو واللہ کہتا ہوں کہ سارے پاکستان کا روح افزا اور ہندوستان کا روح افزا ایک طرف اور ایک مرتبہ محبت سے اللہ کہنا ایک طرف کیونکہ دنیا کا یہ روح افزا شکر سے بنتا ہے اور شکر گنے کے رس سے بنتی ہے اور گنوں میں رس کون پیدا کرتا ہے؟ مولانا رومی نے فرمایا کہ ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؟ تو دوستو! محبت سے اللہ کہو زمین سے آسمان تک شربت روح افزا کا سمندر موجیں مارتا نظر آئے گا مگر ہر ایک کو ایسا کیوں نہیں محسوس ہوتا؟ یہ مولانا رومی کو کیوں محسوس ہوتا تھا؟ دس ہزار روپے تولہ والا عطر لگا لو لیکن بلی کا پاخانہ بھی چاروں طرف لپیٹ لو تو بتاؤ عطر کی خوشبو آئے گی؟ چوں کہ ہم گناہ نہیں چھوڑتے اس وجہ سے ہمیں ذکر اللہ کی خوشبو کا ادراک و احساس نہیں ہوتا ؎

چو شدی زیبا، بداں زیبا رسی

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب تم گناہ چھوڑ کر حسین ہو جاؤ گے تو اُس حسینِ حقیقی کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ نفس کی گندگی سے روح میں کثافت پیدا ہو جاتی ہے، لطافت نہیں رہتی۔ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا ادراک کمزور پڑ جاتا ہے اسی لئے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند

تم لوگ گناہوں میں ملوث ہو پھر بھی اللہ کے نام سے مست ہو رہے ہو جب یہ خاک ملا ہوا گھونٹ تمہیں مست کر رہا ہے تو ؎

صاف گر باشد ندانم چوں کند

اگر کسی دن تم تقویٰ کے مقام پر پہنچ جاؤ گے اور اللہ کی محبت کی صاف والی شراب، گناہوں کی گندگیوں کی ملاوٹ سے صاف والی شراب پیو گے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ شراب تمہیں کس مقام پر پہنچائے گی مولانا رومی اسی کو فرماتے ہیں ؂

بر کفِ من نہہ شرابِ آتشیں

اے اللہ! میری ہتھیلی پر اپنی محبت کی تیز آگ والی شراب رکھ دیجیے، ہم کو اپنی محبت کی تیز والی شراب پلا یئے ؂

بعد ازیں کروفرِ مستانہ بیں

پھر آپ میرے عشق کی مستانہ شان وشوکت کو دیکھئے۔ جب ہمارے باطن میں کچھ ہے ہی نہیں تو ؂

چہ می جوئی ز جیب و آستینم

اے اللہ! میری جیب وآستین میں کیا رکھا ہے ؂

بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم

جو آپ دیں گے وہی تو ہم پائیں گے۔ سبحان اللہ! مولانا رومی بھی کیا پیارے آدمی ہیں۔

صحبت شیخ دین کی عطا، بقا اور ارتقا کی ضامن ہے

دین پر قائم رہنے کے لئے اور دین میں ترقی کے لئے یعنی صرف استقامت ہی نہیں کہ آپ ایک مقام پر پڑے رہیں بلکہ اللہ کے راستے میں آپ کو ترقی بھی ہوتی رہے گی، اس کے لیے جو نسخہ میں بتا رہا ہوں وہ دین کی نعمت کی عطا کا بھی ضامن ہے، بقا کا بھی ضامن ہے اور دین کی ترقیات کا بھی ضامن ہے اور وہ کیا ہے؟ اہل اللہ کی صحبت ہے اور کیسے معلوم ہو کہ یہ اہل اللہ ہیں؟ جنہوں نے اہل اللہ کی صحبت اٹھائی ہے تو سمجھ لو کہ وہ بھی اہل اللہ ہیں۔

آپ کو کیا معلوم کہ اس کے دل میں کیا ہے، یہ پتہ لگانا بہت مشکل ہے کہ کتنا قابل ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ کسی اللہ والے کا صحبت یافتہ ہے۔ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ گلشن میں ایک بڈھا ۸۰ رسال کا آیا ہوا ہے اور وہ حکیم اجمل خان کا خاص شاگرد ہے تو بڑے بڑے لوگ اس کے پاس پہنچیں گے۔ اسی طرح یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون اللہ والا ہے بس یہی دیکھو کہ اس نے کسی بزرگ کی صحبت اٹھائی ہے یا نہیں۔ اللہ والے خود اپنے منہ سے تھوڑی کہیں گے۔ وہ تو اپنے کو اتنا مٹائیں گے کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ کا حسنِ ظن ہے، لیکن اس سے آپ یہ نہ سمجھ لیجئے کہ اللہ والے کچھ بھی نہیں ہیں۔ جو کہے کہ میں کچھ نہیں ہوں، یہ اس کے بہت کچھ ہونے کی دلیل ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا ایک شعر یاد آیا ؎

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

شیخ بنانے کے لیے مناسبت کا ہونا شرط ہے

سب سے اوّل اور ضروری بات یہ ہے کہ اپنی مناسبت تلاش کر لو جس بزرگ سے آپ کا دل لگے۔ خالی یہی خانقاہ نہیں ہے کہ ساری دنیا یہیں آجائے۔ جس سے جس کا جوڑ لگ جائے، جس سے جس کے خون کا گروپ مل جائے۔ شاعر اختر کہتا ہے (حضرت والا نے مزاحاً فرمایا) شاعر اختر کو جانتے ہیں؟ آپ نہ جانتے ہوں تو تعارف کرادوں گا۔ شاعر اختر کہتا ہے ؎

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے رہے، ساحل نہ ملا

اگر دل نہیں ملے گا تو لاکھ اس کے پاس بیٹھے رہو جیسے آئے تھے ویسے ہی جاؤ گے۔ تو دوستو نمبر ۱: اہل اللہ کی صحبت ہے نمبر ۲: تلاوت و ذکر و اشراق و اوّابین

وغیرہ اپنے شیخ کے مشورے سے کچھ عبادت نفلی کر لیجئے، اس سے روح کو غذا ملتی ہے، طاقت آجاتی ہے۔ جیسے کوئی آدمی کمزور ہے، دشمن اس کو چت کر دیتا ہے لیکن جب اس نے بادام اور دودھ پینا شروع کیا تو کچھ ہی دن کے بعد اس کی چال بدل جائے گی، طاقت آتی ہے تو چال بھی بدل جاتی ہے، کمزوری کی چال میں اور طاقت والوں کی چال میں فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے شیخ کے مشورے سے روحانی غذا کھاتا ہے یعنی اشراق پڑھتا ہے، اوّابین پڑھتا ہے اور اللہ توفیق دے تو تہجد بھی پڑھتا ہے تو اس طرح رفتہ رفتہ اس کی روحانی طاقت بڑھتی جاتی ہے، اس کی روح کی چال بدلتی جاتی ہے، نفس و شیطان دور سے دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ اس کی روح کے اندر کتنی طاقت ہے۔

علماء کو تقویٰ سے رہنا نہایت ضروری ہے

داڑھی والے نوجوان مولویوں کو ٹیڈیاں بھی آزماتی ہیں کہ دیکھیں کہ ملا ہم کو دیکھتا ہے یا نہیں؟ جب ہوائی جہاز پر کوئی نوجوان مولوی چڑھتا ہے تو ائیر ہوسٹس غور سے دیکھتی ہے کہ یہ میری طرف کس طرح سے دیکھتا ہے؟ بعض لوگ اس طرح دیکھتے ہیں جیسے لکھنؤ کے ایک شاعر نے کہا تھا ؎

وہ دیکھتا نہیں تھا مگر دیکھ رہا تھا

بعضے اس طرح دیکھتے ہیں کہ پتہ نہ چلے۔ بعض گہرے رنگ کا چشمہ بھی بنا لیتے ہیں تاکہ دائیں بائیں کو خبر ہی نہ لگے۔ لیکن دوستو! جب ایمانی طاقت آجاتی ہے، جب آدمی دیکھتا ہے کہ میرا مال جارہا ہے، جیب کٹ رہی ہے تو پھر وہ ان حسینوں سے نہیں بکتا۔ اس کو محسوس ہوجاتا ہے کہ اگر میں کسی بھی قسم کی نافرمانی کروں گا تو میرے قلب کی دنیا اجڑ جائے گی، روحانیت بالکل افسردہ ہوجائے گی، زندگی بے کیف ہوجائے گی۔

جو شخص تقویٰ سے رہتا ہے اس کی لذت کو بیان نہیں کیا جاسکتا خصوصاً

جو شہوت کے گناہ ہیں ان سے تو انسان انتہائی ذلیل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے اپنے طلباء سے کہہ رکھا ہے کہ کوئی طالب علم سڑک پر نہ کھڑا ہو اور نہ ہی مسجد کے صحن میں بلا ضرورت اوپر دیکھے، چاہے سامنے کی بلڈنگوں میں کوئی عورت کھڑی ہو یا نہ ہو کیونکہ مدرسہ کے مولوی، طالب علم اگر اِدھر اُدھر دیکھ بھی لیں تو لوگوں کو فوراً احساس ہوتا ہے کہ دیکھو نوجوان لڑکے ہماری بیویوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ایک مسٹر دوسرے مسٹر کے عیب کو کبھی نہیں دیکھتا۔ مسٹر ہمیشہ مولوی کے عیب دیکھتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جن کے کپڑے صاف ہوتے ہیں ان پر روشنائی کا نشان زیادہ چمکتا ہے۔ آپ لوگوں نے داڑھیاں رکھی ہیں، آپ اللہ کا نام لے رہے ہیں، نمازی ہیں، آپ کی غلطیوں کو امت زیادہ محسوس کرتی ہے۔

کان پور کا ایک واقعہ سن لیجئے۔ ایک مولوی صاحب جا رہے تھے۔ قسمت کے مارے تھے۔ ایک پتلی سی گلی تھی، دو دروازوں کے سامنے دو عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں، یہ بیچ سے گذرے تو انہوں نے ایک عورت کی طرف دیکھ لیا اور آگے بڑھ گئے۔ اس عورت نے دوسری عورت سے کہا، اری بہن! ایک مُلاّ تجھ کو دیکھتا جا رہا تھا۔ دیکھا آپ نے! حالانکہ مسٹر ان دونوں عورتوں کو دیکھ لے تو اس کو کچھ نہیں کہیں گی۔ مسٹر کی سب خطا معاف اور مُلاّ کی ایک خطا بھی معاف نہیں کی۔

بس مُلاّ کو اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہئے۔ مولوی کو اللہ والا رہنا چاہئے۔ اس لئے دوستو! اللہ تعالیٰ سے تقویٰ مانگو کیونکہ زندگی کے دن اب ختم ہوتے جا رہے ہیں، موت کے ایمرجنسی ویزے آ رہے ہیں، کچھ پتہ نہیں کس کا کس وقت میں خاتمہ ہونے والا ہے، اگر خدانخواستہ گناہوں کے خیالات پکانے کے زمانہ میں موت آ گئی تو قلب کے لحاظ سے آپ اللہ تعالیٰ کے یہاں مجرم ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ آخری وقت میں زبان سے کلمہ نکلنے کے بجائے دل میں جن

کے خیالات ہیں وہی منہ سے نکل جائیں کیونکہ موت کے وقت وہی منہ سے نکلتا ہے جو دل میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھنا فرض ہے

جب میں ناظم آباد نمبر ۴ میں تھا تو ایک وکیل کا انتقال ہونے لگا، اس کے بیٹوں نے کہا کہ بابا کلمہ پڑھ لو تو اس نے کہا کہ ہائی کورٹ کی فلاں فلاں فائل لاؤ، مجھے ہائی کورٹ میں کل مقدمہ لڑنا ہے۔ اسی پر اس کی جان نکل گئی۔ تو جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان سے نکلتا ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل پر غالب رکھنا فرض ہے۔ اِس بات کی کوشش کیجئے اور اِس کو اللہ تعالیٰ سے مانگئے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نصیحت

جب کوئی مرنے والوں پر مرتا ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ ایک مردہ تو وہ خود ہے، دوسرے کسی مرنے والے سے بھی دل لگا لے تو ڈبل مردہ ہو جائے گا۔ اللہ والوں سے پوچھ کر جتنا ہو سکے صبح شام ذکر کریں۔ اللہ کا نام لینے کے لئے کسی سے بیعت ہونے کی، مرید ہونے کی بھی قید نہیں، آپ اللہ اللہ کیجئے پھر آپ کا جہاں دل چاہے وہاں جڑ جایئے اور وہاں سے اصلاح کرواتے رہئے، جب موقع ملے اللہ والوں کے پاس بیٹھنے کا معمول بنا لیجئے، کبھی ان کے پاس ایک آدھ رات رہ بھی جایئے، چاہے سال میں ایک رات ہی سہی۔ مولانا رومی کی نصیحت مان لیجئے ؎

خواب را بگذار اِمشب اے پدر
یک شبے در کوئے بے خواباں گذر

دیکھئے! مولانا نصیحت کرتے وقت کتنا احترام کر رہے ہیں ہم کو اپنا ابا بنا رہے ہیں

کہ میرے بابا تم ایک رات تو اپنے گھر کو چھوڑ کر کسی اللہ والے کے پاس گزارو، سفر میں اگر ہو جائے تو کیا کہنا ہے۔ ابھی میرا ابھی تین روز کا سفر ہوا تھا۔ صیانۃ المسلمین میں جو لوگ گئے تھے ان سے پوچھ لیجئے کہ کتنا مزہ آیا۔ جو دن اور رات، دن اور رات کے پیدا کرنے والے کے لئے گزر جاتے ہیں پھر اس دن کا عالم اور ہوتا ہے اور اس رات کا عالم اور ہوتا ہے۔

اگر میں آپ کو خمیرہ گاؤ زبان عنبری اور خمیرہ ابریشم کھلاؤں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ زہر مت کھانا ورنہ دل کمزور رہ جائے گا تو بتائیے حکیم کا یہ حق ہے یا نہیں اور مریض پر فرض ہے یا نہیں کہ خمیرہ گاؤ زبان کے ساتھ زہر نہ کھائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اللہ نے اپنے ذکر کے ساتھ ساتھ یہ بھی نازل فرمادیا:

﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ﴾

(سورۃُ الانعام، آیت:۱۲۰)

اے ایمان والو! ظاہری گناہ بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ بھی چھوڑ دو۔

بڑی مونچھیں رکھنے پر حدیث پاک کی چار وعیدیں

سر پر انگریزی بال نہ رکھئے۔ یا تو پٹہ رکھئے یا منڈا دیجئے یا بیچ میں مانگ رکھئے لیکن کہیں سے چھوٹے اور کہیں سے بڑے انگریزی بال ہوتے ہیں۔ دیکھئے سر سے شروع کر رہا ہوں اب ذرا آگے بڑھئے۔ بڑی بڑی مونچھیں نہ رکھئے، بڑی بڑی مونچھیں رکھنے والوں پر چار قسم کا عذاب ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث ''اوجز المسالک شرح موطا امام مالک'' جلد نمبر ۱۴ میں حدیث نقل کرتے ہیں:

((مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ عُوْقِبَ بِأَرْبَعَةِ اَشْيَآءٍ لَا يَجِدُ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَشْرَبُ مِنْ

حَوۡضِیۡ وَیُعَذَّبُ فِیۡ قَبۡرِہٖ وَیَبۡعَثُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ الۡمُنۡکَرَ وَالنَّکِیۡرَ فِیۡ غَضَبٍ))

(اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک، باب ما جآء فی السنۃ فی الفطرۃ، ج:۱۴، ص:۲۳۳)

یعنی جو اپنی مونچھوں کو لمبا کرے گا اس کو چار قسم کے عذاب دیئے جائیں گے:

(۱)......لَا یَجِدُ شَفَاعَتِیۡ میری شفاعت نہیں پائے گا۔

(۲)......وَلَا یَشۡرَبُ مِنۡ حَوۡضِیۡ حوضِ کوثر پر نہیں آئے گا۔

(۳)......وَیُعَذَّبُ فِیۡ قَبۡرِہٖ اس کو قبر میں عذاب دیا جائے گا۔

(۴)......وَیَبۡعَثُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ الۡمُنۡکَرَ وَالنَّکِیۡرَ فِیۡ غَضَبٍ منکر نکیر اس کے پاس غصے کی حالت میں آئیں گے۔

لٰہذا قینچی سے مونچھوں کو برابر کیجئے، استرے سے نہ منڈائیے۔ استرے سے مونچھوں کے بال منڈانے کو بعض علماء نے بدعت کہا ہے، اس لئے قینچی سے برابر کیجئے۔ افضل درجہ یہی ہے کہ مونچھیں اتنی باریک ہوں کہ جلد کی سفیدی نظر آنے لگے۔ اس کے بعد جو لوگ چھوٹی چھوٹی مونچھیں رکھتے ہیں تو شَفَۃُ الۡعُلۡیَاء اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ کراس نہ ہونا چاہیے۔ جس کی مونچھوں کے بال اوپر کے ہونٹ کا کنارہ کراس کریں گے تو یہ مکروہ تحریمی یعنی اَقۡرَبُ اِلَی الۡحَرَامِ ہے۔ لٰہذا افضل درجہ تو یہی ہے کہ قینچی سے بالکل صاف کر دے لیکن بعضوں کو مونچھوں کا شوق ہوتا ہے۔ ایک صاحب اپنی مونچھ کو اُگا کر داڑھی تک لے آئے تھے، دونوں طرف مونچھیں لٹکی رہتی تھیں۔ ان کی بیوی نے بہت کہا کہ تمہاری شکل ہم کو بہت تکلیف دہ معلوم ہو رہی ہے لیکن وہ مانتے ہی نہیں تھے۔ میں نے ان کو تاکید کی کہ اس کو ٹھیک کرو۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ'' کتاب میں لکھا ہے کہ اے لوگو! بنی اسرائیل کی طرح بڑی بڑی مونچھیں نہ رکھو ورنہ تمہاری عورتیں زنا میں مبتلا ہو جائیں گی جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مبتلا ہو گئی

تھیں۔ ایسی بڑی بڑی مونچھوں سے شکل و شباہت بری لگتی ہے لہٰذا عورتیں فتنہ میں مبتلا ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مونچھ صاف کردی۔ اس پر ان کی بیوی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور میرا بھی شکریہ ادا کیا کہ میرے شوہر کو اس کے پیر کارٹونی دنیا سے نکال کر حسن و جمال کی دنیا میں لے آئے۔

ڈاڑھی کا ایک مشت رکھنا واجب ہے

اب اور نیچے آیئے داڑھی کا تینوں طرف سے ایک مشت رکھنا واجب ہے، سامنے یعنی ٹھوڑی کی طرف سے دائیں سے اور بائیں سے تینوں طرف سے ایک ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب۔ ایک مٹھی کے اندر بال کے برابر کترانا حرام ہے، دیکھ لو! بہشتی زیور حصہ نمبر ۱۱ بالوں کے احکام میں، میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ بعض لوگ داڑھی کو ضروری نہیں سمجھتے، سمجھتے ہیں کہ سنت ہے اور سنت بھی غیر موکدہ۔ اس معاملہ میں لوگ سخت نادانی میں مبتلا ہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، جیسے وتر کی نماز واجب ہے، عید، بقر عید کی نماز واجب ہے۔ کوئی عید، بقر عید کی نماز نہ پڑھے تو سارا محلہ کہتا ہے کہ بڑا منحوس ہے۔ لیکن داڑھی کو اپنی لاعلمی کی وجہ سے ضروری نہیں سمجھتے، حالانکہ جتنی ضروری عید، بقر عید اور وتر کی نماز ہے اتنی ہی ضروری داڑھی ہے۔ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم پر کترانا کبیرہ گناہ ہے، حرام ہے۔ داڑھی رکھ لیجئے پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیجئے جو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تُو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

تاریخ دیکھ لیجئے۔ ایران کے دو سفیر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ مونچھیں بڑی بڑی اور داڑھی منڈھی ہوئی۔ ان کا حلیہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی

تکلیف ہوئی کہ آپ نے ان کی طرف سے چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ قیامت کے دن نبی کی شفاعت کا آسرا رکھنے والے دوستو! اللہ کے لئے دُکھے دل سے کہتا ہوں یہ نہ سمجھنا کہ میں آپ کو حقیر سمجھتا ہوں، نہایت اکرام سے شہزادہ سمجھتے ہوئے میں آپ کو شریعت کا ایک حکم سنا رہا ہوں کہ قیامت کے دن اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا جیسا کہ ایران کے ان سفیروں سے دلی تکلیف کی وجہ سے دنیا میں پھیرا تھا تو پھر شفاعت کیسے ہوگی؟ یہ گال کی فیلڈ چند دن کے لئے آپ کے پاس ہے۔ جس دن جنازہ قبر میں اترے گا آپ ان گالوں پر بلیڈ نہیں چلا سکیں گے۔ چند دن امتحان کے لئے اللہ نے ہمیں یہ زمین دی ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس پر سبزہ اُگا لیا جائے۔ اس فیلڈ کو استعمال کر لو، ورنہ پھر وقت تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور قبر میں یہ گال کیڑے کھا جائیں گے پھر تم داڑھیاں کہاں رکھو گے؟

اب رہ گیا کہ داڑھی منڈانے کو جی چاہتا ہے، میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہیں ہوگی۔ یہ تمنا انشاء اللہ وہاں پوری ہو جائے گی۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے جس میں سورۂ رحمٰن کی تفسیر ہے کہ:

((یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ))

(سننُ الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب سن اھل الجنۃ، ج:۲)

اہلِ جنت جنت میں جائیں گے تو مجرَّد ہوں گے، اَمرد ہوں گے، جیسے اٹھارہ سال کا لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ آئی ہو اور ان کی آنکھیں کجلائی ہوئی ہوں گی یعنی کاجل لگی ہوئی اور تیس، پینتیس سال کی عورتیں ان کے نکاح میں دے دی جائیں گی۔ بس چند دن کا امتحان ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ ساری زندگی وہاں نہ موت آئے گی، نہ داڑھی نکلے گی اور نہ ہی وہاں بلیڈ کی ضرورت ہوگی۔

ایک انجینئر نے جب داڑھی رکھی تو اس نے مجھ سے کہا کہ واقعی ہم عذاب میں مبتلا تھے۔ صبح اٹھ کر ملائم گالوں کو کھینچ کھینچ کر لوہے کی دھار سے رگڑنا ایک عذاب تھا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آج اس نے داڑھی کی نعمت سے نوازا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دو، نفس کو، معاشرہ کو لات مار دو۔ اگر کوئی ہنسے تو ایک شعر پڑھ دو جو میں سکھا دیتا ہوں ؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

اب ہے داڑھی کا خط بنانا۔ بعضے اتنا خط بنا دیتے ہیں کہ ایک لکیر سی رہ جاتی ہے اور گال بالوں سے فارغ البال ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے بھی شریعت نے حدود بتائی ہیں۔ داڑھی کا خط بنانے کے لئے اپنے منہ کو پھیلاؤ اور جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں وہاں انگلی رکھ لو، انگلی سے اوپر کے حصہ میں جو بال ہوں ان کو آپ استرا لگا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اتنا باریک خط بناؤ کہ ایک لکیر سی رہ جائے اور گال بالکل فارغ البال ہو جائیں۔ امید ہے کہ اب آپ اس مسئلہ کو خوب سمجھ گئے ہوں گے لیکن منہ کھولنے کی مشق گھر جا کر کیجئے گا، ابھی منہ کھولنے کی مشق نہ کریں۔

منہ کھولنے پر مجھے ایک قصہ یاد آ گیا۔ ایک دوست تھا کسی صوبے سے آیا تھا۔ وہ بلاک اٹھاتے اٹھاتے، مزدوری کرتے کرتے تنگ آ گیا تھا۔ ایک دن دیکھا کہ لالوکھیت میں ایک شخص نے مجمع لگایا، تقریر کی اور دوا بیچ دی۔ تھوڑی دیر میں دو تین سو روپے کما لئے۔ اس نے کہا کہ ہم بھی یہی کریں گے، ہم بلاک کیوں اٹھائیں؟ وہ بھی کہیں سے چولہے کی راکھ لے آیا، راکھ کی پڑیاں بنائیں اور آواز لگا کر بیچنے لگا کہ بابا یہ ہمارا دوا ہے، یہ مچھر، کھٹمل، پسو کو مار دیتا ہے، اس کا ایک روپیہ قیمت ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں مجمع لگ گیا اور اس کا تین

سو روپے کا مال بک گیا۔ اتنے میں لکھنو کے ایک صاحب شیروانی پہنے ہوئے، گلے تک بٹن لگائے ہوئے آئے اور بڑی نزاکت سے پوچھا: صاحب! یہ تو بتائیے کہ اس دوا سے ہم مچھر کو کس طرح ماریں گے؟ ترکیبِ استعمال کیا ہے؟ اس نے کہا ارے بابا! تم اتنا بھی نہیں جانتا، تم مچھر کو پکڑو، پھر اس کا ایسا منہ کھولو، پھر اس کے منہ میں ہمارا دوا ڈالو، اگر نہیں مرے تو ہم ذمہ لیتا ہے، ہمارے پاس لاؤ، اس کو ہم مارے گا۔ منہ کھولنے پر یہ قصہ یاد آ گیا تھا اس لئے مجھے ہنسی آ گئی۔ بہرحال منہ کھول کر جہاں جبڑے ملتے ہیں وہاں انگلی رکھ لو اب انگلی کے اوپر کا جو حصہ ہے اس کے بال صاف کرنا جائز ہے، خط بنانے میں نیچے نہ بڑھئے۔ اس طرح گردن کے جو بال داڑھی سے مل رہے ہیں وہ داڑھی کے حکم میں ہیں، ان کا کاٹنا جائز نہیں اور جو داڑھی سے نہیں مل رہے، نیچے آ رہے ہیں اور وہی تکلیف دہ بھی ہوتے ہیں ان کو منڈانا جائز ہے کیونکہ یہ داڑھی سے دور بھاگ رہے ہیں، نیچے آ رہے ہیں۔ داڑھی کی صحبت سے بھاگنے والے بالوں کو منڈانا جائز ہے اور اس کے بعد ناف سے گھٹنوں تک جسم چھپانا فرض ہے۔ کسی وقت لوگ لان میں پانی دینے کے لئے اپنے گھر میں نیکر بھی پہن لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ ناف سے گھٹنوں تک چھپانا فرض ہے۔

مَردوں کے لیے ٹخنہ چھپانا حرام ہے

اب اور نیچے آیئے۔ ٹخنہ چھپانا بھی حرام ہے۔ چاہے پاجامہ ہو، چاہے لنگی ہو اور ٹخنہ چھپانا کس وقت حرام ہے؟ جب آدمی کھڑا ہو یا چل رہا ہو۔ اگر بیٹھا ہو اور اس وقت ٹخنہ چھپے تو اس میں کوئی حرج نہیں بالکل جائز ہے۔ اسی طرح اگر لیٹنے کی حالت میں ٹخنہ چھپ گیا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھڑے ہونے کی حالت میں اور جس وقت چل رہا ہو اس وقت ٹخنہ چھپانا جائز نہیں ہے۔ اور وہ کون سا لباس ہے جس سے ٹخنہ چھپانا حرام ہے؟ وہ لباس جو اوپر سے آتا ہو

یعنی نَازِلٌ مِّنَ الرَّأْسِ ہو اور اگر نیچے سے آ رہا ہو یعنی صَاعِدٌ مِّنَ الْاَسْفَلِ ہو تو اس کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس لباس سے ٹخنہ چھپ رہا ہو تو جائز ہے، جیسے کہ موزہ۔ موزوں سے ٹخنہ چھپتا ہے کہ نہیں؟ لیکن موزہ جائز ہے کیونکہ نیچے سے آ رہا ہے۔ اوپر سے جو لباس نیچے آ رہا ہے لنگی، پاجامہ، چادر، عبا، کرتا اس سے ٹخنہ چھپانا جائز نہیں کھڑے ہونے کی حالت میں اور چلنے کی حالت میں۔

تکبر کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا

اسی طرح اور ظاہری گناہوں کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ جھوٹ بولنا چھوڑ دیا جائے، رشوت لینا چھوڑ دیا جائے، سینما نہ دیکھئے، وی سی آر سے بچئے، فلمیں نہ دیکھئے، نامحرم لڑکیوں کو مت دیکھئے، اپنی نظر بچائیے، تمام ظاہری گناہوں کو چھوڑ دیجئے۔ اس کے بعد باطنی گناہ ہیں۔ اپنے کو بڑا سمجھنا حرام ہے، متکبر آدمی جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا، چاہے لاکھ چلے لگائے، لاکھ تبلیغ کرے، لاکھ نفلیں پڑھ لے، ایک لاکھ حج کر لے، اگر دل میں رائی کے برابر بھی کبر ہے تو جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی۔ لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ وَلَا یَجِدُ رِیۡحَھَا جنت میں داخل بھی نہیں ہوگا اور جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ بتائیے کبر کا علاج ضروری ہے یا نہیں؟ کبر کی بیماری بم کی طرح ہے اور اس کے لئے بم ڈسپوزل اسکواڈ کو کہاں تلاش کریں؟ وہ بم ڈسپوزل اسکواڈ اہل اللہ اور ان کی صحبتیں ہیں۔ اسی طرح ریا یعنی اللہ کی عبادت مخلوق کو دکھانے اور مخلوق کی نظروں میں بڑا بننے کی غرض سے کی جائے۔ اس کی وجہ سے ایک شہید جہنم میں جائے گا، سخی، عالم قاری جہنم میں جائیں گے، صرف دکھاوے کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے یہ اعمال اللہ کے لئے نہیں کیے تھے، دکھاوے کیلئے کئے تھے۔ اس لئے دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں کہ اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

دین پر قائم رہنے کے تین نسخے

دین پر قائم رہنے کے تین نسخے ہیں:

(۱)...... اہل اللہ کی صحبت۔

(۲)...... ذکر اللہ پر مداومت، اپنے شیخ سے کچھ ذکر پوچھ لو، یہ روحانی ٹانک روحانی طاقت اور خمیرے کا کام دے گا۔

(۳)...... گناہوں کا زہر نہ کھایئے، بس یہی علاج ہے۔ انشاء اللہ یہ تین نسخے آپ کے دین کی حفاظت استقامت اور ترقی کی ضمانت ہیں۔

فتنہ وفسادات سے حفاظت کا عمل

آجکل جو فساد مچا ہوا ہے، قتل وخون ہو رہا ہے اور گولیاں چل رہی ہیں، اس کے لئے ایک عمل بتاتا ہوں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں بارش ہو رہی تھی، اندھیری رات تھی اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہے تھے، ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مل گئے۔ آپ نے فرمایا ایک عمل کر لیا کرو، تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، تین مرتبہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور تین مرتبہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح وشام پڑھ لیا کرو، یعنی فجر کے بعد اور مغرب کے بعد تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یہ تمہیں ہر ضرر پہنچانے والی شئے سے حفاظت کے لئے کافی ہے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ جنات، شیاطین، غنڈوں، ڈاکوؤں، چوروں سے حفاظت ہو جائے گی۔ اس کو آپ پڑھئے، بہت عجیب عمل ہے۔ ابھی اسٹیل مل میں ایک دوست کے یہاں ڈاکو آگئے۔ وہ اور ان کے بیوی بچے یہ عمل صبح شام پڑھتے تھے۔ ڈاکوؤں نے ان کو گولی مارنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے، جب ڈاکو نے فائر کیا تو گولی دیوار میں لگی، وہ ڈاکو

بے ہوش ہو گیا اور بعد میں پکڑا گیا۔ تین قل کا عمل سب لوگ آج سے جاری کر دو۔ بچے بچے سے پڑھوائیے، جو بچے پڑھ سکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت ہو جائے گی۔ گناہوں کے سبب جو وبال آرہے ہیں دل سے استغفار و توبہ کیجئے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ کثرت سے پڑھئے۔ یہ سب ہمارے گناہوں کا وبال ہے۔

مصائب و پریشانیاں آنے کا سبب

قرآنِ پاک اعلان کرتا ہے کہ جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے، سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے، تمہارے گناہوں کے سبب سے آتی ہے اور اکثر تو ہم معاف کر دیتے ہیں:

﴿وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ﴾

(سورۃُ الشوریٰ، آیت:۳۰)

کثیر گناہ تو ہم معاف کر دیتے ہیں لیکن جب کبھی ہم پکڑتے ہیں تو تمہارے گناہوں ہی کے سبب پکڑتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے استغفار و توبہ کثرت سے جاری رکھئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے اور اللہ کی عبادت میں لگے رہئے۔

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

اَللّٰھُمَّ اَغۡنِنِیۡ بِالۡعِلۡمِ... الخ کی تشریح

اب میں آپ کو ایک دعا سکھاتا ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے جس کے ذریعہ آپ کو حقیقی مالداری، زینت، عزت اور جمال نصیب ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اَغۡنِنِیۡ بِالۡعِلۡمِ وَزَیِّنِّیۡ بِالۡحِلۡمِ وَاَکۡرِمۡنِیۡ بِالتَّقۡوٰی وَجَمِّلۡنِیۡ بِالۡعَافِیَۃِ))

(الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۵۹)

اے اللہ! مجھے علم کی دولت سے مالا مال فرما اور حلم کے ذریعہ زینت عطا فرما اور تقویٰ کے ذریعہ عزت عطا فرما اور عافیت کے ذریعہ حسن و جمال عطا فرما۔

دولتِ علم

اس دعا میں سب سے اول علم کی دولت مانگی گئی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ))

اے اللہ مجھے علم سے مالا مال فرما۔علم آدمی کی حقیقی دولت ہے اور حقیقی علم وہ ہے جو خشیت کے ساتھ ہو۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

(سورۃ الفاطر، آیت:۲۸)

اہلِ علم وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں یعنی اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ بے علم آدمی کے پاس اگر چہ کتنے ہی خزانے ہوں وہ مالدار نہیں ہے بلکہ وہ تو مفلس ہے، حقیقی مالدار وہ آدمی ہے جو علم کی دولت سے مالا مال ہو۔ یہ ان نعمتوں میں سے ہے جو انبیاء علیہم السلام کو دی گئیں اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کی تفسیر ہے اَیْ بِالْحِلْمِ وَالْعِلْمِ یعنی کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا حلم سے اور علم سے۔انبیاء علیہم السلام کو علم کی دولت سے نوازا گیا اور حلم سے مزین کیا گیا۔

زینتِ حلم

ہر شخص چاہتا ہے کہ میری زندگی میں زینت رہے اور خوبصورت زندگی عطا ہو۔ایک زینت یہ ہے کہ بدن کو بنا سنوار کر رکھے لیکن زندگی کا مزین ہونا ایک دوسری چیز ہے۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کیسی تھی؟ مزین تھی یا نہیں؟ حالانکہ رنگ کے کالے تھے اور ظاہری بناؤ سنگھار بھی نہیں تھا لیکن رنگ سے کیا ہوتا ہے؟ کالے تھیلے میں اگر ایک کروڑ کا موتی ہو تو اُس

سفید تھیلے سے افضل ہے جس میں بلی کا گو ہے۔ چمڑے سے کیا ہوتا ہے، یہ دیکھئے اندر کیا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشی اور کالے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورے تھے، قریش مکہ سے تھے، لیکن کہتے تھے یَاسَیِّدِیْ بِلَال اے میرے سردار بلال!

تو انسان زینت بھی چاہتا ہے کہ اس کی زندگی مُزیّن ہو، نقش و نگار والی ہو۔ یہ آجکل موزیک کا فرش وغیرہ کیا ہے؟ زینت ہی تو ہے اور اس سے مضبوطی بھی حاصل ہوتی ہے۔ ان نعمتوں کا ہر انسان عقلی طور پر اور طبعی طور پر طالب ہوتا ہے کہ مجھے عزت والی زندگی ملے۔ میری زندگی جمال اور زینت والی ہو۔ اب یہ کیسے ملے گی؟ اس کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آگے دعا مانگی:

((وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ))

اور میری زندگی زینت والی بنا دے حلم و برداشت کے ذریعہ یہ نہیں کہ ذرا سی کوئی ناگوار بات ہوئی تو غصے سے کانپنے لگے اور اول فول بکنے لگے۔ ظاہر تو اللہ والوں جیسا ہے، ہر وقت رونا اور گریہ وزاری، تقریر میں نہایت اعلیٰ اور عارفانہ مضامین بیان کرنا، لیکن نفس کو اگر ذرا بھی کوئی بات ناگوار معلوم ہوئی تو بالکل حدود کی رعایت نہیں کرتے کہ میرا شیخ کون ہے یا میں کس کے سامنے ہوں اور میں کہاں رہ رہا ہوں۔ آواز بھی تیز اور اونچی نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا یہی اللہ والی زندگی ہے؟ زینت والی زندگی کے لئے حلیم الطبع ہونا چاہیے۔

حلیم کے معنیٰ

حلیم کے معنی کیا ہیں؟ جو برداشت کے ساتھ رہے اور حسنِ اخلاق کو اپنے اوپر غالب رکھے، غصے میں پاگل نہ ہو جائے اور جو غصہ میں بالکل نہ

سوچے کہ میں کیا ہوں، کہاں بات کر رہا ہوں، کس سے بات کر رہا ہوں، کس ماحول میں ہوں تو اس کو ان باتوں سے زینت والی زندگی کہاں سے ملے گی؟ ایسی زندگی تو حلم ہی سے ملے گی یعنی غصہ سے مغلوب نہ ہو۔ انسان میں حلم ہو، حلیم الطبع ہو یعنی ناگوار بات ہو تو اسے برداشت کرے۔ اپنے بزرگوں سے پوچھو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے، خود انتقام لینا مت شروع کردو، بڑ بڑ کر کے الو کی طرح باتیں مت کرو، بزرگوں کو، اپنے مربّیوں کو اطلاع کرو کہ آج ہمیں ایسا نامناسب اور ناخوشگوار لفظ فلاں نے کہہ دیا، میں بدلہ کتنا لے سکتا ہوں؟

قرآنِ پاک کی روشنی میں انتقام لینے کی حدود

آپ کو معلوم ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں چار سال زیادہ تھے، ان کو جنگِ احد میں کس طرح شہید کیا گیا؟ ان کو شہید کرنے کے بعد ان کا کلیجہ تک نکال کر چبا لیا گیا، کان کاٹ لئے گئے، آپ کی لاش کو مثلہ کر دیا گیا، مُثلہ چہرہ مسخ کر دینے کو کہتے ہیں۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے چچا کا یہ حال دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! میں ستّر کافروں سے ایسے ہی بدلہ لوں گا۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا انتہائی صدمہ کی نشاندہی کرتا ہے، لہٰذا اسی وقت آیت نازل ہوئی:

﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾

(سورۃ النحل، آیت:۱۲۶)

اگر آپ کو تکلیف دی گئی ہے تو آپ اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنا آپ کے اوپر تکلیف آئی ہے۔ ایک کے بجائے ستر سے کیسے بدلہ لیں گے؟ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اے میرے نبی اور اے میرے نبی کے صحابہ اگر آپ لوگ صبر کرلیں فَھُوَ

خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

شیخ کے فیض سے محرومی کی وجہ

اگر ہم جیسے ہوتے تو کہتے ہم تو بدلہ ہی لیں گے۔ آج اگر پیر بھی سمجھاتا ہے کہ بدلہ مت لو تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ کیا کہوں میرا دل اتنا دکھتا ہے کہ جو اصلاح کا وعدہ کئے ہوئے ہیں وہ بھی کوئی حق اصلاح کا ادا نہیں کرتے، اپنی خودرائی اور خود پرستی اور اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کی بے برکتی اور محرومی کی یہی وجہ ہے۔ اگر سو فیصد اپنے بزرگوں کی باتوں پر عمل کرتے تو آج بہت بڑے ولی ہو جاتے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم و صبر اور اس کے ثمرات

دیکھئے! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہوتے ہی قسم توڑ دی اور اس کا کفارہ ادا فرمایا اور فرمایا کہ یا اللہ میں صبر کو اختیار کرتا ہوں اور فرمایا جس بات کو میرا اللہ، میرا خالق و مالک پیدا کرنے والا خیر کہہ دے تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس خیر کو نہ لوں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہیں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا یہ نتیجہ نکلا کہ بے شمار کافر ایمان لے آئے۔

ابوجہل کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے مومن کر دیا۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتح مکہ کے بعد بھی ایمان نہیں لائے تھے۔ مکہ سے بھاگ گئے تھے پھر بعد میں اپنی اہلیہ کے سمجھانے پر مدینہ منورہ پہنچ کر ایمان لے آئے۔ جس وقت یہ مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، یہ نہیں دیکھا کہ میرے دشمن ابوجہل کا بیٹا آرہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر ان کا استقبال کیا۔ دیکھا آپ نے! اسلام اس کا نام ہے۔

اِنتقام نہ لینے میں ہی عافیت ہے

اس لئے عرض کرتا ہوں کہ حلم بڑی چیز ہے۔ حلیم الطبع بنو، بدلہ مت لو، ایک دوسرے کے ساتھ گالم گلوچ مت کرو، اگر انتقام لوگے تو میں آپ سے کہہ دیتا ہوں کہ جائز انتقام لینا بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ جائز انتقام لینا انسان کی فطرت کے قابو میں نہیں ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کیوں فرماتے کہ اگر صبر کرلو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر آپ کو کسی نے کہا کہ تم اُلّو ہو تو آپ جواب میں اسے خالی اُلّو نہیں کہیں گے، آپ کہیں گے تم بھی اُلو تمہارا باپ بھی اُلو یا کم سے کم اسے اُلو کا پٹھا تو کہہ ہی دو گے۔ اگر ایک شخص نے آپ کو مثلاً پچاس ڈگری کی طاقت سے گھونسا مارا تو کیا آپ اس کو صحیح پچاس ڈگری کی طاقت سے ماریں گے؟ اگر بالکل صحیح پچاس ڈگری سے ماریں گے تب تو جائز ہے لیکن اگر اکیاون ڈگری سے مارا تو آپ ایک ڈگری ظالم ہوجائیں گے۔ اب بتایئے کہ خیر کس میں ہے، آپ لوگ خود فیصلہ کریں، بھلائی اسی میں ہے کہ انتقام ہی نہ لو تاکہ ظلم کا راستہ بند ہوجائے۔ مظلوم ہوگے تو اللہ تعالیٰ مظلوم کے ساتھ ہے، صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اگر ظالم، مظلوم سے معافی نہ مانگے تو مظلوم کی آہ ظالم کو ایسی لگتی ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، ظالم سے اللہ تعالیٰ خود بدلہ لیتے ہیں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ صوفیا نے ہمیشہ صبر کیا ہے، انتقام نہیں لیا ہے لیکن چونکہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے اللہ اُن کا انتقام لیتا ہے۔ تو خدا کا انتقام ان کے انتقام سے کتنا قوی ہوگا۔ اسی لئے اگر کسی اللہ والے کو یا ان کے غلاموں کو کوئی اذیت پہنچ جائے تو فوراً ان سے معافی مانگو اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگو۔ بعض وقت بزرگوں نے تو معاف کردیا لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں معاف کیا کہ تم اپنا حق معاف کرتے ہو لیکن ہم نہیں معاف کریں گے، جب

تک اس کو ہم کسی سزا میں مبتلا نہ کر دیں، اس لئے اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگنا چاہیے۔لہٰذا یہ دعا مانگا کیجئے وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ اے اللہ! مجھ کو حلیم الطبع بنا دے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیت:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ﴾

(سورۂ ھود، آیت:۷۵)

کا ترجمہ کرتے ہیں ''واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلیم الطبع، رحیم المزاج، رقیق القلب تھے۔'' حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حلیم کا کیسا عمدہ ترجمہ فرمایا ہے۔ ہر حلیم الطبع آدمی میں شانِ محبوبیت ہوتی ہے۔لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اس کی زینتِ باطنی کے سبب۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مانگنا سِکھا رہے ہیں کہ اے اللہ! مجھے حلم سے زینت عطا فرما۔توحلم کے ذریعہ اپنی زندگی کو مزین کیجئے لیکن سب سے بہترین زندگی کس چیز سے ملے گی؟ تقویٰ سے۔

کرامتِ تقویٰ

تقویٰ کے بہت سارے انعامات ہیں مثلاً انسان کا دل چاہتا ہے کہ دنیا میں عزت سے رہے۔ بتایئے کیا کوئی چاہتا ہے کہ وہ ذلیل ہو جائے؟ کوئی ایسا ہو تو ذرا مجھ کو بتائے۔سب چاہتے ہیں کہ ہم عزت سے رہیں۔سب سے زیادہ مکرم اور معزز کون ہے؟ جو متقی ہے چاہے کسی کے پاس لاکھوں کی بلڈنگ، ائیر کنڈیشن اور کروڑوں کا مال ہو لیکن آدمی کی عزت مال سے نہیں ہوتی، عزت تو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ راضی رکھتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، اس کی زندگی عزت والی ہے۔کوئی باپ یہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے دنیا میں ذلیل ہوں تو اللہ تعالیٰ اگر یہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے عزت سے رہیں تو بتاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے یا ظلم ہے؟ بعضے نالائق یہ خیال کرتے ہیں کہ کاش شریعت کی یہ پابندیاں نہ ہوتیں، یہ احکام نہ ہوتے تو ہم بھی نفس

کے حرام مزے خوب لوٹتے، چاہے زندگی کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتی۔ بعض لوگوں کے دل میں شیطان ایسے ہی وسوسے ڈالتا ہے۔ یاد رکھئے کہ یہ حق تعالیٰ کی رحمت کو ظلم سمجھنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جس نے بری اور ذلیل چیزوں کو ہم پر حرام کر دیا تاکہ ہمارے بندے عزت کے ساتھ رہیں۔ اب آپ خود سوچئے کہ کوئی تسبیح لیے ہوئے ڈاڑھی رکھے ہوئے کسی عورت کو دیکھ رہا ہو تو جب کسی کی نظر اس ڈاڑھی والے پر پڑے گی چاہے وہ خود بے نمازی ہو، چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو لیکن کسی ڈاڑھی والے نیک آدمی کو بدنظری کرتے ہوئے دیکھے تو اس کے دل میں کیا آتا ہے؟ عزت آتی ہے یا ذلت؟ اس لئے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی عزت کے حصول کے لئے یہ دعا سکھائی:

((وَ اَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی))

اے اللہ! مجھے عزت عطا فرما تقویٰ کے ذریعہ۔ مجھے تقویٰ عطا فرما دے، گناہوں سے بچالے تاکہ مجھے اکرام کی زندگی، عزت کی زندگی عطا ہو جائے۔

تقویٰ کا صحیح مفہوم

اور تقویٰ کیا چیز ہے؟ اللہ پاک کے حقوق کو بجالانا، ان کی نافرمانی سے بچنا اور دل کے برے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ گناہ کرنے کا دل میں تقاضا ہی نہ پیدا ہو تو اس کا نام تقویٰ نہیں ہے۔ تقویٰ اس کا نام ہے کہ دل میں برے تقاضے آئیں اور ان کا مقابلہ کرے، ان تقاضوں کو برداشت کرے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرے۔ اپنی خوشی کو اللہ تعالیٰ کی خوشی پر فدا کر دے۔ اسی کا نام ایمان اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اب اس سے زیادہ میں کیا آسان بات بتا سکتا ہوں۔

ہماری جو خوشی اللہ کی خوشی اور مرضی کے خلاف نہ ہو، اس خوشی کا مقابلہ

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرنڈا پینے کو دل چاہ رہا ہے تو مرنڈا پی لو، مرغی کھانے کو دل چاہ رہا ہے تو مرغی کھالو، شامی کباب کو دل چاہ رہا ہے شامی کباب کھالو۔ ہر حلال چیز کھاؤ لیکن ہماری جو خوشی اللہ تعالیٰ کی خوشی سے ٹکرائے اس خوشی سے اپنے نفس کو مت خوش کرو۔ اپنے نفس اور دل کی جو خوشی اللہ تعالیٰ کی خوشی کے خلاف ہو اس خوشی کو اللہ کی خوشی پر قربان کرنے کا نام تقویٰ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی دوستی ہے، اسی کا نام ولایت ہے، یہی لوگ اللہ کے ولی ہیں۔ کوئی وظیفہ دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ جس سے گناہ کے تقاضے پیدا ہی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا ہے ہم کوئی فرشتے تھوڑا ہی ہیں۔ ہاں البتہ فرشتوں کو یہ مقام حاصل ہے کہ ان کے دل میں گناہ کے تقاضے پیدا نہیں ہوتے۔ جبرئیل علیہ السلام کے سامنے ساری دنیا کی حسین عورتیں کھڑی ہو جائیں تو ان کو وسوسہ تک نہیں آئے گا۔ وہ گناہوں سے بچنے کا غم جانتے بھی نہیں کہ یہ ہے کیا چیز۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب جو بزرگ ہیں اللہ والے ہیں ان کا شعر ہے ؎

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

یعنی فرشتے بھی اللہ والوں کے قرب کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ان کو یک طرفہ قرب حاصل ہے، ان کو قربِ عبادت تو حاصل ہے، قربِ ندامت حاصل نہیں ہے کیونکہ ان سے خطا ہوتی ہی نہیں۔ لہٰذا جب خطا ہوتی ہی نہیں تو ندامت اور رونا اور گریہ وزاری اور معافی وتوبہ وغیرہ یہ سب ان کو کہاں سے حاصل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ نعمتِ مستزاد عطا فرمائی ہے، یعنی اضافی نعمت عطا فرمائی ہے، اس کا نام نعمتِ مستزاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزہ بھی آ رہا ہے اور گناہوں سے بچنے کی کشمکش اور مقابلے بھی چل رہے ہیں اور اگر کبھی لغزش ہوگئی تو ندامت اور آہ وزاری بھی جاری ہے۔ یہ آہ وزاری فرشتوں کو حاصل نہیں ہے، کوئی فرشتہ

رونا جانتا ہی نہیں وہ آہ وزاری کیا کرے گا۔ جب اس سے گناہ ہی نہیں ہوتا تو کس بات سے استغفار کرے گا؟ ندامت کس بات سے ہوگی۔

ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی فقیر ہیں

تو دوستو! یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے سے کام چلے گا۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بھک منگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری فقیری کو رجسٹرڈ کیا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ﴾

(سورۃ الفاطر، آیت:۱۵)

اے لوگو! تم ہمارے فقیر ہو۔ چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فقیر ہیں لہٰذا ہمیں مانگنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اور مانگنا بھی سکھایا گیا ہے کہ اللہ سے اپنی ہر حاجت طلب کرو اور مانگنا کس نے سکھایا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جیسے ماں بچوں کو ابا سے مانگنا سکھاتی ہے، کیونکہ ماں شوہر کی مزاج شناس ہوتی ہے۔ نادان بچہ کیا جانے کہ ابا سے کیسے مانگا جاتا ہے۔ نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ کے مزاج شناس ہوتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر خدا کا عارف کوئی ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا وہ اپنی امت کو مانگنا سکھاتے ہیں کہ ایسے کہو اَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی یا اللہ ہمیں تقویٰ کی توفیق سے عزت عطا فرما کیونکہ ہر نافرمانی سے ہم ذلیل ہوتے ہیں، مخلوق کی نظر میں ذلیل ہوتے ہیں، فرشتوں کی نظر میں ذلیل ہوتے ہیں، خدا کی نظر میں ذلیل ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کو کافر بھی ذلیل سمجھتا ہے۔

ایمان کے بعد عافیت سب سے بڑی دولت ہے

اور آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے ہیں:

((وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ))

اے اللہ! مجھے جمال عطا فرما عافیت کے ذریعہ۔ دنیا میں جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہوکر

رہے گا لیکن ہمارا فائدہ اسی میں ہے کہ ایمان کے ساتھ اللہ کو راضی کر کے مریں اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگیں۔ ایمان کے بعد اگر کوئی بڑی دولت ہے تو وہ عافیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا:

((سَلُوا اللّٰہَ الْمُعَافَاۃَ فَاِنَّہٗ لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ بَعْدَ الْیَقِیْنِ خَیْرًا مِّنَ الْمُعَافَاۃِ))

(سنن ابن ماجۃ، کتابُ الدعآء، باب الدعآء بالعفو والعافیۃ)

یعنی ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ عافیت کے معنی ہیں کہ ہم سلامت رہیں ہر مصیبت سے یعنی ہر مصیبت سے محفوظ رہیں اور ہر معصیت سے بچے رہیں، اگر ہمیں نہ نزلہ ہو نہ بخار، ائیر کنڈیشن میں شامی کباب اڑائیں مگر کسی گناہ میں مبتلا ہوں تو یہ عافیت نہیں ہے۔ عافیت میں وہ شخص ہے جو ہر مصیبت سے اور ہر معصیت سے بچے۔ سعدی شیرازیؒ نے لکھا ہے کہ دریا کے کنارے ایک بزرگ کو بخار چڑھا ہوا تھا ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کے تعویذوں اور جھاڑ پھونک سے تو سب کے بخار اچھے ہو رہے ہیں اور آپ خود بخار میں مبتلا ہیں تو ہنس کر فرمایا کہ ''الحمد اللہ کہ در مصیبت گرفتارم نہ کہ در معصیت'' یعنی مصیبت میں تو مبتلا ہوں لیکن الحمد اللہ کسی گناہ میں مبتلا نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص چاہے کسی مصیبت میں ہو لیکن معصیت سے محفوظ ہو تو وہ بھی عافیت میں ہے یعنی ہر متقی عافیت میں ہے۔

تو مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ بس نعمتِ تقویٰ مانگئے اَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی، گناہ سے بچئے، کسی عورت کو نظر اٹھا کر نہ دیکھئے، یہ سمجھئے کہ یہ ہماری بیٹی، ہماری بہن اور ہماری ماں ہے، اللہ تعالیٰ کے بندے اور بندیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو کتنی ناراضگی ہوتی ہے کہ ہمارے بندے یا بندی کو یہ کمبخت بری نظر سے دیکھ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهِ))

(مشکاۃ المصابیح، کتابُ الآداب، بابُ الشفقة والرحمة علی الخلق، ص:۴۲۵)

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے، اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا وہ بندہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے۔ اللہ کی مخلوق کے بارے میں گندے خیالات بھی مت پکاؤ۔

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِالْعِلْمِ وَزَيِّنِّيْ بِالْحِلْمِ وَاَكْرِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَ جَمِّلْنِيْ بِالْعَافِيَةِ اگر یہ دعا عربی میں یاد نہ رہے تو اردو میں ہی مانگ لیجئے کہ اے اللہ ہم کو علم کی دولت سے مالا مال فرما اور حلم سے زینت عطا فرما اور تقویٰ سے عزت عطا فرما، تقویٰ کے ذریعہ سے اکرام عطا فرما، یعنی گناہوں سے بچا، سینما، وی سی آر سے بچا، عورتوں کو دیکھنے سے بچا، جتنے بھی گندے کام ہیں اپنے فضل وکرم سے ان سب سے ہماری حفاظت فرما اور عافیت سے جمال عطا فرما۔

شرف وعزت کا معیار

تو میں عرض کر رہا تھا تقویٰ اتنی بڑی نعمت ہے کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ کی ولایت اور دوستی سے مشرف ہوجاتا ہے اور دونوں جہان میں عزت پاتا ہے اور جو تقویٰ کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی دوستی سے محروم اور دونوں جہان میں ذلیل ہوجاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے عزت کا ایک ہی نسخہ بتایا ہے، فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ﴾

(سورۃُ الحجرات، آیت:۱۳)

کہ یہ جو خاندانی نسبتیں ہیں سید، شیخ، مغل، پٹھان اور قبائل وغیرہ ان کا مقصد خاندانوں اور قبیلوں کا شرف نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد لِتَعَارَفُوْا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، ایک دوسرے کا تعارف ہوجائے کہ یہ فلاں خاندان سے

ہے، یہ فلاں قبیلہ سے ہے لیکن اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ دیکھو قبیلہ اور خاندان پر عزت کا فخر نہ کرنا۔ تم میں سب سے زیادہ معزز اور عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا۔ خاندانوں اور قبیلوں پر عزت کا مدار نہیں، اللہ کے نزدیک عزت والا اور مکرم وہ ہے جو متقی ہے۔ اللہ نے ہمیں پیدا کیا اور جسم عطا فرمایا۔ اس جسم کو خدا کی نافرمانی میں استعمال کرنے والا مجرم ہے چاہے کتنے ہی معزز خاندان اور قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو۔

گناہ کی عارضی لذت ذریعۂ ذلت ہے

لہٰذا جب شیطان کہے کہ گناہ میں بڑی لذت ہے، اللہ تعالیٰ تو ناراض ہوگا لیکن مزہ بہت آئے گا تو شیطان کو یہ جواب دے دیں۔

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو! ناراض ہوتا ہے

گناہ کی لذت چند منٹ کی عارضی لذت ہے اس کے بعد دل پر بے چینی کا عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا﴾

(سورۂ طٰہٰ، آیت: ۱۲۴)

اے لوگو! اگر تم نے میری نافرمانیوں سے اپنے دل میں حرام خوشیاں درآمد کرلیں، میری یاد سے اعراض کیا، اپنے نفس دشمن کو امام بنالیا اور اس دشمن کے کہنے پر چلے اور اپنے مالک اور خالق اور پالنے والے کو فراموش کیا تو یاد رکھو کہ ہم تمہاری حرام خوشیوں کے ساتھ تمہاری حلال خوشیوں میں بھی آگ لگادیں گے، تمہاری زندگی کو تلخ کردیں گے، جو تم مکروفریب کر کے گناہ کے اسباب اختیار کرتے ہو تو ہم تمہارے مکروفریب کے ٹاٹ میں آگ لگانا بھی جانتے

ہیں۔کیسی کیسی مکاریوں سے انسان گناہ کو حاصل کرتا ہے، دنیاوی حسینوں سے حرام تعلق قائم کرنے کے لئے کیسے کیسے مکر کرتا ہے مولانا رومیؒ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھردے فرماتے ہیں کہ ؎

آنکہ سازد در دلت حیلہ قیاس
آتشے داند زدن اندر پلاس

اے ظالم! جو مکاریاں تو کررہا ہے اور جو گناہ کی حرام لذتوں کو بہانہ وحیلہ وقیاس اور چکر بازیوں سے درآمد کررہا ہے اللہ تعالیٰ تیری ان مکاریوں اور تدبیروں اور دھوکہ بازیوں میں آگ لگانا بھی جانتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہر گناہگار کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے۔وہ خالق زندگی جس زندگی کو تلخ کردے تو وہ ظالم کہاں شیرینیِ حیات پاسکتا ہے۔

روح پر انوار کی بارش

اور اس کے برعکس تقویٰ سے یعنی گناہ سے بچنے میں نفس کو تکلیف ہوتی ہے مگر روح کو نور عطا ہوتا ہے، اس روح پر جو اللہ کے لئے گناہ سے بچنے کی تکلیفیں اٹھاتی ہے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں برستی ہیں۔لہٰذا اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں جو تکلیف اٹھانی پڑے اس کو لبیک کہیئے اور اپنی روح پر رحمتوں کی بارش کرالیجئے اور گناہوں کی حرام لذتوں پر اللہ کی لعنتیں برستی ہیں۔بتائیے ایسی لذت جس پر اللہ کی لعنت برسے وہ بہتر ہے یا گناہ چھوڑنے کی وہ تکلیف جس پر اللہ کی رحمت برستی ہے وہ بہتر ہے؟

سیدنا یوسف علیہ السلام کا اعلانِ محبت

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بادشاہ کی بیوی نے گناہ کی دعوت دی اور دھمکی دی کہ اگر تم نے میری بری خواہش پوری نہ کی تو میں تم کو

قید خانہ میں ڈلوادوں گی تو اللہ کے نبی سیدنا یوسف علیہ السلام کے جواب سے ہم سب سبق لے لیں کہ کیسا پیارا جواب دیا اور اعلان کیا اور قیامت تک کے لیے ان کا یہ اعلان اہلِ عشق و محبت کے لیے تازیانہ ہے۔ فرمایا کہ:

﴿رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ﴾

(سورۂ یوسف، آیت: ۳۳)

اے ہمارے پالنے والے! دیکھئے یہاں رب کا استعمال کیا کیوں کہ پالنے والے کا حق ہوتا ہے۔ یہ ہے قرآن پاک کی بلاغت۔ یہاں اللہ نہیں فرمایا، مالک نہیں فرمایا، خالق نہیں فرمایا، ننانوے ناموں کو چھوڑ کر صرف رب استعمال کیا کہ اے میرے رب آپ ہمیں پالتے ہیں، آپ نے ہمیں آنکھیں دیں اور آنکھوں میں روشنی دی، کان دیے اور کانوں میں سننے کی طاقت دی، زبان دی اور زبان میں بولنے کی طاقت دی، کتنے لوگ اندھے ہیں کتنے بہرے ہیں، کتنے گونگے ہیں، آپ نے ہمیں یہ طاقتیں دیں، آپ ہمارے جسم کے، دل کے، اور روح کے پالنے والے ہیں تو اے میرے پالنے والے! آپ کی نافرمانی سے بچنے کی سزا میں مصر کے بادشاہ کی بیوی مجھے قید خانہ میں ڈلوانے کی دھمکی دے رہی ہے۔ بادشاہ کی بیوی ہے جس کی نافرمانی سے قید خانہ یقینی ہے لیکن رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ اے میرے پالنے والے! اگر آپ کی نافرمانی سے بچنے سے اور آپ کو خوش کرنے سے، گناہ نہ کرنے سے اگر مجھے قید خانہ ملتا ہے تو یہ قید خانہ مجھے صرف محبوب ہی نہیں، محبوب سے بھی اونچا، حبیب سے بھی اونچا یعنی احب ہے، مجھے وہ قید خانہ نہایت پیارا ہے جس سے آپ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوجائے، آپ خوش ہوجائیں۔ اگر آپ خوش ہیں تو ؎

خوشا حوادثِ پیہم، خوشا یہ اشک رواں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے

اور یہ آیت رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ...الخ اللہ تعالیٰ کی شانِ محبوبیت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنے محبوب ہیں، اتنے پیارے ہیں کہ اُن کی راہ کے قید خانے بھی اَحب ہوتے ہیں تو ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔

گناہ سے بچنے کا انعامِ عظیم

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈالا گیا تو جیسے ہی ان کا پہلا قدم قید خانے میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب پر اپنی محبت کا ایسا فیضان ڈال دیا کہ ؎

آں چنانش انس و مستی داد حق
کہ نہ زنداں یادش آمد نے غسق

اللہ نے ایسی مستی، اپنی ایسی محبت ان کے قلب پر طاری فرما دی، جاری فرمادی، غالب فرمادی کہ نہ ان کو قید خانہ یاد رہا نہ قید خانہ کی تاریکی یاد رہی۔ پس ہم گناہ سے بچنے کی تکلیف اٹھا کر تو دیکھیں آج بھی وہ فیضان رحمت موجود ہے، خدا کے عاشقوں کے لیے قیامت تک یہ رحمت موجود ہے۔ گناہ سے بچنے کی تکلیف کو، تقویٰ کے غم کو اگر ہم اٹھالیں تو ہمارے دل پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہو جائے گی۔

پس گناہ چھوڑنے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر کرنا یہ انبیاء علیہم السلام کا اور اولیاء کرام کا خاص حصہ ہے۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا غم اٹھانا یہ صرف غذائے انبیاء و اولیاء ہے۔ عبادت تو گناہ گار اور فاسق بھی کرلیتا ہے لیکن گناہ سے بچنے کا غم، تقویٰ کا غم صرف خاصان خدا اٹھاتے ہیں۔ یہ غذائے خاصان خدا ہے، غذائے انبیاء و اولیاء ہے۔ یہ غذا گناہ گار کو نصیب نہیں، اگر گناہ گار کو نصیب ہو جائے اور وہ گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے لگے تو

فاسق نہ رہے گا ولی اللہ ہوجائے گا۔ دنیا میں کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوا جس نے گناہ چھوڑنے کی تکلیف نہیں اٹھائی،

﴿اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ﴾

(سورۃ الانفال، آیت: ۳۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو گناہ چھوڑ دیتے ہیں ان کو ہم اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔

گناہوں پر تلخ زندگی کی وعید

اب فیصلہ کرلیں کہ گناہ اچھی چیز ہے یا اللہ کا ولی بننا، اللہ کی دوستی بہتر ہے یا گناہ؟ اور گناہ سے کیا ملتا ہے؟ صحت خراب ہوتی ہے، ذلت ہوتی ہے، دل میں بے چینی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کے مطابق کہ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا گناہ گار کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔ پس بین الاقوامی گدھا اور بین الاقوامی بے وقوف ہے وہ شخص جو تھوڑی دیر حرام لذت حاصل کر کے اور اللہ کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی زندگی کو تلخ کروالے۔ حق تعالیٰ اس کی تلخ زندگی کا اعلان کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم سب عہد کرلیں کہ گناہ سے بچنا ہے، گناہ چھوڑنے سے دل پر جو تکلیف بھی گذر جائے اس کو برداشت کرنا ہے پھر اللہ کی رحمت برسے گی اور ان شاء اللہ ہم سب ولی اللہ ہوجائیں گے۔

تمام معاصی سے بچنے کا ایک عجیب نسخہ

میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آج اُمت چار اعمال کرلے تو سب گناہوں کو چھوڑنا آسان ہوجائے گا:

(۱)...... پاجامہ ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔

(۲)...... داڑھی ایک مشت رکھیں کیونکہ چاروں اماموں کے نزدیک تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔

(۳)...... نگاہ کی حفاظت کا اہتمام کریں، بدنظری تمام گناہوں کی جڑ ہے، جو بدنظری کرتا ہے اس کے دل کا دارالخلافہ اور مرکز تباہ ہوجاتا ہے، اس کا دل اس قابل نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق اور نسبت اس میں قائم ہو۔ جس نے بدنظری کی اس نے اپنی نسبت مع اللہ کو ضائع کردیا، عبادت کی حلاوت ختم کردی، نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے پس جو اپنی نظر کو نہیں بچائے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور محبت کا مزہ نہیں مل سکتا اور اس پر لعنت الگ برسے گی۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیحُ البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

بدنظری آنکھوں کا زنا ہے۔ پس آنکھوں کا زنا کرنے والا بھلا ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ غیر محرم چاہے وہ چچازاد بہن ہو، ماموں زاد بہن ہو، خالہ زاد بہن ہو، اپنے سگے بھائی کی بیوی ہو ان کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ لہٰذا آنکھوں کی حفاظت کیجیے۔ رمضان میں روزہ رکھ کر بھی جس نے اپنی نگاہ نہ بچائی تو سمجھ لو گیارہ مہینے کے لیے اپنے کو برباد کررہا ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو رمضان بھر تقویٰ سے رہتا ہے اس کا پورا سال ان شاء اللہ تقویٰ سے گذرے گا۔

(۴)...... اور چوتھا عمل دل کی حفاظت ہے۔ دل میں گندے ارادے نہ لائیے، گندے خیالات نہ پکائیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ دل کو دیکھ رہا ہے۔ دل اللہ کا گھر ہے جو اس میں غیر اللہ کو لائے گا اس میں پھر اللہ نہیں آئے گا۔

ہمت اور کوشش سے بس یہ چار عمل کرلیجیے اور اللہ تعالیٰ ہمت تین طریقوں سے دیتا ہے:

(۱) خود ہمت کو استعمال کیجیے جو خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے گناہ چھوڑنے کی ہمت عطا ہونے کی دعا کیجیے۔

(۳) خاصان خدا سے عطائے ہمت کی دعا کرائیے۔

یہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے۔

حصولِ تقویٰ کے دو طریقے

اور حصولِ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی بننے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں نازل فرما دیا:

﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

کہ تقویٰ جب ملے گا جب تقویٰ والوں کے ساتھ رہو گے، ان کی صحبت اختیار کرو گے اور دوسرا طریقہ اس آیت میں نازل فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلی امتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ پہلی امتوں پر روزہ فرض کرنے کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ میرے بندوں کو روزہ رکھنا آسان ہو جائے کہ یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے، پرانا حکم ہے، تم سے پہلی امت کے لوگوں نے بھی رکھا ہے تاکہ تم یہ نہ سوچو کہ جب کسی نے نہیں رکھا تو ہم کیسے رکھیں گے، کیسے بارہ گھنٹے بھوکے رہیں گے اس لیے فرمایا كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی تم سے پہلی امتوں نے بھی روزہ رکھا ہے۔

اور روزہ کس لیے فرض کیا جا رہا ہے؟ ذرا رمضان کا مقصد سمجھ لو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی ہو جاؤ یعنی جو حلال نعمتیں ہیں جن کو تم گیارہ مہینے کھاتے ہو روزہ میں وہ حلال نعمت بھی نہیں کھا سکتے اور وہ حلال نعمتیں جن کو تم گیارہ مہینے استعمال کرتے ہو ان میں سے بعض کو تم رمضان میں استعمال نہیں کر سکتے۔ تو جو نعمتیں اور دنوں میں حلال ہیں ان کو رمضان میں اللہ تعالیٰ نے دن

میں حرام کردیا کہ خبردار جب تک سورج نہ ڈوبے کوئی نعمت مت کھانا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشق کرادی کہ جب میرے بندے حلال سے بھی بچیں گے تو حرام سے بچنا ان کو آسان ہوجائے گا۔

پس تقویٰ کو آسان کرنے کے لیے، متقی بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو حکم دیے ایک زماناً دوسرا مکاناً۔ متقی بننے کا زمانہ کیا ہے؟ یہ رمضان کا زمانہ ہے جس کا مقصد بندوں کو متقی بنانا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور متقی بننے کا مکان کیا ہے؟ اہل اللہ کی صحبت ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ جو یہ دو عمل کرلے گا متقی ہوجائے گا۔ بس اس مہینے میں دونوں عمل کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایک تو روزہ نہایت اہتمام سے رکھیے، بدون عذر شرعی ہرگز نہ چھوڑیئے اور دوسرے اہل اللہ کی صحبت زیادہ سے زیادہ اختیار کیجیے۔ اعتکاف کرنا ہو تو اپنے دینی مربی اور شیخ کی مسجد میں کیجیے تاکہ زیادہ سے زیادہ اس کی صحبت حاصل ہوسکے۔

اور اس مہینے میں اپنی آنکھوں کی اور اپنے دل کی حفاظت کا بھی خاص خیال رکھیے ورنہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کا جو مقصد بیان فرمایا کہ ہم نے تمہیں متقی بنانے کے لیے تم پر روزہ فرض کیا ہے وہ حاصل نہیں ہوگا تو جو ظالم روزہ رکھ کر بھی بدنظری سے نہیں بچتا اور گندے گندے خیالات گناہانِ ماضیہ کے دل میں پکاتا ہے اور عہد رفتہ کو آواز دیتا رہتا ہے ایسا شخص کتنا بڑا ناشکرا، کتنا بڑا نالائق اور کتنا ناپاک ہے کہ وہ مہینہ جو پاک بنانے کے لیے مقرر ہوا اس میں بھی یہ ناپاک رہنے کی کوشش کررہا ہے۔ رمضان میں بھی بدنظری کرنا، گناہ کرنے کی کوشش کرنا، دراصل ناپاک رہنے کی کوشش کرنا، فاسق رہنے کی کوشش کرنا، متقی نہ بننے کی کوشش کرنا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے حصولِ تقویٰ یعنی اپنی ولایت کے حصول کے لیے جو طریقے ان دو آیات میں بیان فرمائے یعنی رمضان شریف کے روزے رکھنا

اور صحبت صالحین کو اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرما کر تقویٰ کی دولت سے مشرف فرمائیں اور فلاح دارین نصیب فرمائیں۔

بس دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ناراضگی اور نافرمانی سے بچائے۔ دوستو! چاہے نوافل کم ہوں لیکن اللہ کی ناراضگی اور نافرمانی کا ایک کام بھی ہم سے نہ ہو۔ اللہ سے یہ فریاد ہے کہ اے اللہ ہم کو حیاتِ تقویٰ پر استقامت نصیب فرما۔ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم سب کو اللہ والا بنادے۔ جمعہ کے بعد پیر کے اجتماع کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ میری جان میں طاقت دے اور اے اللہ! ہمارے دوستوں کو جو آپ کے لئے آئے ہیں ان کو اور اختر کو سب کو اپنا مقبول ومحبوب بنا لے، اللہ والی زندگی ہم سب کو نصیب فرما دے، آپ ہم سب سے راضی ہو جائیے، یا اللہ ہم سب سے راضی ہو جائیے، یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ہم سب سے خوش ہو جائیے، ہم سب کو معاف کر دیجئے اور پاک بھی فرما دیجئے اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہ پر جما دیجئے اور ناراضگی کی راہوں سے بچا لیجئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ